سوال

(516)نکاح شغار(نکاح بٹہ) کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اکثر جنوبی علاقے میں نکاح شغار رائج ہے۔ بعض لوگ پکڑ دھکڑ کے خوف سے حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ ان حیلوں میں سے ایک حیلہ یہ ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ حق مہر مقرر کرتے ہیں اور الگ الگ وقتوں میں شادی منعقد کرتے ہیں۔ ان میں ایک آج ملکیت کو قبول کرتا ہے اور دوسرا کچھ مدت کے بعد۔ ایک حاکم کی اجازت یافتہ کے پاس عقد کرتا ہے جبکہ دوسرا اس کے برخلاف۔ اور اس شادی کے حکم شرعی کے متعلق فتویٰ طلب کرتا ہے کہ کیا یہ حیلے ان شادیوں کو شغار ہونے سے بچالیتے ہیں؟ خاص طور پر جب اس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ مجھ سے شادی کراؤ میں تجھ سے شادی کراؤں گا، ورنہ نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مفتی دیار سعودیہ الشیخ محمد بن ابراہیم رحمة اللہ علیہ کی خدمت میں اس قسم کا سوال پیش ہوا، انھوں نے اس کا جواب دیا۔ ہم اسی جواب پر اکتفا کرتے ہیں اور سائل کے لیے حرف بحرف نقل کرتے ہیں:

نکاح شغار یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ دوسرا بھی اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کرے، یا یہ اس سے بہن کا نکاح اس شرط پر کرے کہ دوسرا بھی اپنی بہن کا نکاح اس سے کرے، اور ان دونوں کے درمیان حق مہر نہ ہو، اس کی قباحت کی وجہ سے اس کا نام شغار رکھا جاتا ہے، اس کی قباحت کو کتے کے پیشاب کرنے کے لیے ٹانگ اٹھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ "شغر الکلب" اس وقت بولا جاتا ہے جب وہ پیشاب کرنے کے لیے اپنی ٹانگ اٹھائے، پس نکاح شغار میں گویا ہر ایک نے دوسرے کے ارادے کی تکمیل کے لیے ٹانگ اٹھائی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شغار "خلو" سے ہے، جب مکان خالی ہو تو کہا جاتا ہے: "شغر المکان" اور جہت شاغرہ کا مطلب ہے خالی۔ پس وہ دونوں طرف سے خالی کرنے کے بدلے خالی کرنا اور شرمگاہ کے بدلے میں شرمگاہ دینے کے معنی میں ہے۔

نکاح شغار کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلاشبہ وہ شریعت الٰہیہ کے مخالف ہے، جیسے کہ اس کی حرمت اور مقاصد شریعت کے خلاف ہونے پر صحیح احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے۔ اور صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا شِغَارَ فِي الإِسْلامِ"[1]

"اسلام میں شغار نہیں ہے۔"

نیز صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا، اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص کہے : تو مجھ سے اپنی بیٹی بیاہ دے، میں تجھ سے اپنی بیٹی بیاہ دوں گا، یا تو مجھ سے اپنی بہن کی شادی کردے، میں تجھ سے اپنی بہن کی شادی کردوں گا۔

اور صحیح مسلم میں ابوالزبیر سے روایت ہے کہ انھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا۔

اور عبدالرحمان بن ہرمزالاعرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمان بن حکم سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور عبدالرحمان نے ان سے اپنی بیٹی کی شادی کی، انھوں نے حق مہر بھی مقرر کیا مگر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان بن حکم (گورنر مدینہ) کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ ان دونوں کے درمیان جدائی کروادیں۔ اور اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ یہ نکاح شغار ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ (اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے) علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہ نے شغار کی تفسیر اور اسی طرح اس کی صحت میں اختلاف کیا ہے، قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نیل الاوطار" میں فرمایا کہ شغار کی دو صورتیں ہیں :

ایک صورت تو وہ ہے جس کا احادیث میں ذکر ہوا ہے اور وہ ہے دونوں کی طرف سے حق مہر سے خالی ہونا، اور دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں ولیوں میں سے ہر ایک ولی دوسرے پر یہ شرط لگائے کہ وہ اپنی ولیہ کی اس سے شادی کرے۔ علماء میں سے بعض نے دوسری صورت کے علاوہ پہلی صورت کو شغار معتبر جانا ہے اور اس سے منع کیا۔ ابن عبدالبر نے کہا :

"علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نکاح شغار جائز نہیں ہے لیکن انھوں نے اس کی صحت میں اختلاف کیا ہے۔"

مگر جمہور اس کے باطل ہونے کے قائل ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے : دخول سے قبل تو نکاح فسخ ہوگا مگر دخول کے بعد نہیں۔ اسی موقف کو ابن المنذر نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے حنفیہ اس کی صحت اور وجوب مہر کے قائل ہیں۔ امام زہری، مکحول، ثوری اور لیث رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے۔"

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے "زادالمعاد" میں کہا ہے :

"اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، پس امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : شغار باطل یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ولیہ کی شادی کرے اس بنا پر کہ وہ دوسرا بھی اپنی ولیہ کی شادی کرے اور ان کے درمیان مہر مقرر نہ ہو، لہذا اگر وہ اس کے ساتھ مہر مقرر کرلیں تو ان کے نزدیک مہر مسمیٰ کی وجہ سے عقد صحیح ہوگا۔

اور خرقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "اگر مہر مقرر کرلیں پھر بھی نکاح صحیح نہ ہوگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ابوالبرکات ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا : اور اگر وہ مہر مقرر کریں اور ساتھ ہی یہ کہیں کہ ہر ایک دوسرے کا حق مہر پس انداز کردے گا تو نکاح صحیح نہ ہوگا، اور اگر وہ یہ نہ کہیں تو نکاح صحیح ہوگا۔ انھوں نے "محرر" میں کہا : جس کسی نے ولیہ کا نکاح کسی شخص سے اس بنا پر کیا کہ وہ دوسرا بھی اپنی ولیہ کا اس سے نکاح کرے گا، اس نے اس کو قبول کرلیا اس طرح کہ ان دونوں کے درمیان حق مہر بھی نہ تھا تو عقد صحیح نہیں ہوگا اور اس کا نام نکاح شغار رکھا جائے گا، اور اگر وہ مہر مقرر کریں تو مہر مسمیٰ کے ساتھ عقد صحیح ہوگا اور اس پر نص موجود ہے۔

جبکہ خرقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : یہ صحیح نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ کہے : ہر ایک کی شرمگاہ دوسری کا حق مہر ہے تو نکاح صحیح نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں کہا گیا تو یہ زیادہ صحیح ہے۔"

اس مسئلے میں اختلاف کے پیش نظر ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ بلاشبہ جو صریح شغار ہے اس میں اختلاف نہیں ہے اور وہ یہ کہ ان میں کسی کا حق مہر نہ ہو بلکہ شرمگاہ شرمگاہ کے مقابلے میں ہو، یا قلیل حق مہر مقرر کیا جائے تاکہ حیلے کے ذریعے اس نکاح کے بطلان کے حکم سے بچا جاسکے تو ایسا عقد دخول سے قبل یا دخول کے بعد فسخ کردیا جائے گا۔

شریعت اسلامیہ میں شغار کو حرام کیاگیا ہے کیونکہ اس میں ولایت کی ذمہ داریوں اور اس کے تقاضوں سے کھلواڑ ہے جبکہ ولی پر لڑکی کی خیر خواہی کرتے ہوئے محنت کرکے اچھا خاوند، جو اس کےلیے دینی اور دنیاوی سعادتوں کو حاصل کرنے میں معاون ثابت ہو، ڈھونڈنا واجب ہے کیونکہ ولی کی نظر اپنی زیر تربیت لڑکی پر مصلحت ، رعایت اور اہتمام کی نظر ہے نہ کہ شہوت ، تسلط اور غفلت کی نظر، پس وہ اس کی لونڈی، چوپائے یا مملوکہ چیز کے درجے میں نہیں ہے کہ وہ اس کو اپنے ارادے کے حصول کا ذریعہ بنائے بلکہ وہ اس کی گردن میں امانت ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ برابر کے خاوند اور مہر مثل کے ساتھ اس کی شادی کا بندوبست کرے۔ پس ہر ذمہ دار اور راعی سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اور جب کسی ولی کی طرف سے لڑکی کی مصلحت میں تساہل برتا جائے اور وہ اپنی مصلحت کو اس کی مصلحت پر ترجیح دے، جیسا کہ وہ اس کے بدلے مال طلب کرے یا بیوی تلاش کرے یا اسکو شادی سے اس غرض سے روک کر رکھے کہ کوئی اس کی مراد پوری کرے گا تو وہ اس کی شادی کرے گا، ایسی صورت میں لڑکی پر اس کی ولایت ساقط ہوگی اور ایسا قریبی ولی اس کے مقابلے میں اپنی ذمہ داری ادا کرے گا جو اس کی مصلحتوں پر توجہ دیتا ہو۔

اور سائل نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ بنو حارث وغیرہ کے قبائل میں نکاح شغار عام ہو چکا ہے تو اس پر اور ان تمام لوگوں پر جو مسلمانوں کے مصالح میں غیرت رکھتے ہیں واجب ہے کہ وہ اپنی زبانوں کے ساتھ اس سے روکیں اور اگر وہ اس سے باز نہ آئیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ اس معاملے کو حکومت کے ذمہ داروں تک پہنچائیں اور ان شاء اللہ حکومت کے ذمہ داران جلد ہی اس پر ایسے اقدامات کریں گے جس سے احقاق حق اور ابطال باطل اور اسلام کی حرمت کی حفاظت اور اسکے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا یقینی ہو جائے گا۔ (سعودی فتویٰ کمیٹی)

---

[1]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث(1415)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

عورتوں کےلیے صرف

صفحہ نمبر 456

محدث فتویٰ